سلام

لکھا ہے کہ انصار جو سب ہو چکے قرباں
تاراجِ خزاں ہو گیا زہراء کا گلستاں
اور ذبح کیئے جا چکے سلطانِ غریباں
کربل کی زمیں بن گئی سب گنجِ شہیداں
سر نیزوں پہ لے آئے اسیروں کے چڑھا کر
لاشوں کو بھی پامال کیا گھوڑے دوڑا کر

بانو سے کہو روئے نہ اکبر کو خبردار
اک شب کی دلہن پیٹے نہ نوشاہ کو زِنہار
اشکوں کے نظر آئے نہ کچھ آنکھوں میں آثار
کہہ کر نہ پکارے کوئی عباسِ علمدار
ظاہر نہ کرے آج کوئی دل کی لگی کو
چلاّئے نہ کوئی بھی حسین ابنِ علی کو

اتنے میں لعیں نے قدم اور آگے بڑھایا
بھالے کی اَنی تان کے بچّوں کو ڈرایا
اور زینب و کلثوم کو بانو کو بلایا
اَلقصّہ ہر اک بی بی کو بے پردہ کرایا

کہنے لگا اب خیموں کو بھی آگ لگا دو
گہوارا جو اصغر کا ہے اُسکو بھی جلا دو

اعدا کو سکینہ نے حرمِ پاک میں پا کر
کہنے لگی یوں ننھے سے ہاتھوں کو اٹھا کر
اے شمر جو دل چاہے تیرا جور و جفا کر
چادر کو مگر بیبوں کے سر سے نہ جدا کر

در در نہ پھرا زہرا کی تصویر کو ظالم
بیڑی نہ پہنا عابدِ دلگیر کو ظالم

میں یہ نہیں کہتی کہ نہ خیموں کو جلانا
میں یہ نہیں کہتی کہ طمانچے نہ لگانا
میں یہ بھی نہیں کہتی مجھے پانی پلانا
کہتی ہوں تو یہ کہتی ہوں میں تونے جو مانا
اک بار مجھے بابا کی چھاتی پہ لِٹا دے
اور لاشۂ اصغر میرے سینے سے لگا دے

سنتا تھا مگر کون یتیموں کی یہ فریاد
وہ روتے تھے ہنستا تھا ہر اک فانیِ بے داد
اے نورؔ نہ ہرگز تھا کسی کو بھی خدا یاد
تھے شاد کہ گھر آلِ نبی کا ہوا برباد
بے گور و کفن لاشیں شہیدوں کے پڑے تھے
سر جنکے ستمگاروں کے نیزوں پہ چڑھے تھے